

سید الشهداء

حضرت حمزہ

بن

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حرف قاری محمد اسغریٰ

شائع کردہ

رضی اللہ عنہ

مدرسہ جامعہ امیر حمزہ



انتساب!

میں اس کاوش کو اپنے والدین اور حضور قبلہ شرف ملت
علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ
کے نام منسوب کرتا ہوں۔

محمد اصغر نورانی

نام محمد اصغر نورانی، تہذیبیاتی ادارہ اسلامیات، لاہور
Tel: 03-7261911 Mob: 99-2-77748

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
	عرض معصفت		سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ		حضور رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر
	سرکارِ دو عالم رضی اللہ عنہ سے تعلق		آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی بندہ کی
	مشاغل		حضرت مفید رضی اللہ عنہ کا حوصلہ
	قبولِ اسلام		سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہر گز رسالت رضی اللہ عنہ میں		نماز جنازہ اور روضہ
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جرأت کی ایک جھلک		حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا حال
	مواعظ (یعنی بھائی بندی)		حضور رضی اللہ عنہ کا حزن و غم
	ہجرت		آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ سے بیزارگی
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل		وحشی کی پند اور باتیں
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا		حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان
	سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ		ایک وضاحت
	غزوہ ابواء		حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق
	(۳) غزوہ فو العسیرہ		ازواج و اولاد
	غزوہ بدر رمضان المبارک ۲ھ		آنحضرت رضی اللہ عنہ شہداء احد کی تدفین پر
	بدر میں کافروں کا پہلا مقتول جسے حضرت		آپ رضی اللہ عنہ عزاءات شہداء پر کیا فرماتے
	حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا		سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مزار سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر
	کنارہ کا اعتراف		سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزار شریف پر
	ابو قیس بن الغار کا قتل		قبریں نکلیں تو نیم تر و تازہ تھے
	غزوہ بن قیصاع شوال ۲ھ		سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی
	غزوہ احد ۳ھ		مرمت فرمائی
	سرکار رضی اللہ عنہ کا صحابہ سے مشورہ		آپ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کی خاک
	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ		آہ و سوس
	لغز قریش کا حال		جگر پاش پاش
	لغز اسلام کا حال		شورش کاشمیری کے تاثرات
	آغاز جنگ		آنسو ہی آنسو
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی کاٹ		شورش سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر
	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی ایک اور جھلک		سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات
	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت		حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی
	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ وحشی کی		حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی
	زبان سے		سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام
	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے نکالنا نہ سلوک		جنت کا سرور کون؟
	وحشی کو انعام		

عرض مصنف

نماز کے بعد چند نمازی میرے پاس بیٹھ جاتے مختلف موضوعات پر باتیں ہوتیں ان نمازیوں میں حاجی محمد انصاف بٹ مرحوم سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان سناتے تو انگلیاں ہو جاتے۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ بس یہاں سے ہی مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے عقیدت ہو گئی۔ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے متعلق پڑھنے لگا جہاں بھی ان کے بارے کچھ لکھا دیکھتا تو بڑی توجہ سے پڑھتا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت عطا فرمائی۔ میں ہر حاضری میں بڑے ذوق و شوق سے احد شریف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دیتا۔ ۱۹۹۳ء میں پہلی مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی بلاشبہ اس سفر حج کے لیے میرے محسن و شفیع اور ہماری مسجد انتظامیہ کمیٹی کے موجودہ صدر الوارث نور ازم حج و عمرہ سروسز کے ڈائریکٹر الحاج امتیاز احمد بھٹی نے کوشش فرمائی اور اس کے بعد ہر عمرہ اور حج کے لیے مجھے اُن کی معاونت اور راہنمائی حاصل رہی ان کے علاوہ الحاج ریاض احمد بھٹی سینئر ڈپٹی سیکرٹری وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اور حاجی رفیق احمد مرحوم، محترم الحاج عمر حیات صاحب جو مسجد انتظامیہ کمیٹی کے سینئر نائب صدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ ان حضرات نے ہر نیکی کے کاموں میں میرا ساتھ دیا مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ اللہ کریم ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱۹۹۳ء میں الحاج امتیاز احمد بھٹی صاحب اور سید محبوب الحسن گیلانی صاحب کے ساتھ شہدائے احد کے مزارات پر حاضریاں ہوتی رہیں وہاں مدینہ شریف میں قیام رکھنے والے چوہدری حامد صاحب، چوہدری عبدالرزاق صاحب، محترم الف خاں صاحب، محمد اقبال مغل مدنی، پیر عابد حسین صاحب سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات سننا اہل مدینہ کی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے عقیدت کے مناظر رمضان المبارک میں مزار سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر دیکھے۔ بدھ کے دن افطاری کا منظر اہل مدینہ نے زمین پر دسترخوان سجا دیے کھانے مشروبات جن دیے گئے کیا کیا نعمتیں

تھیں بعد افطاری نماز مغرب کے بعد اہل عرب نے مزار شریف پر کھڑے ہو کر رقت انگیز عربی میں سلام پڑھا۔ آج بھی وہ منظر یاد کرتا ہوں تو رقت طاری ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ پھر رمضان میں آستانہ بھر چوڑی شریف سندھ کے حضرت صاحبزادہ میاں محمد شفقت صاحب کے ساتھ حاضری ہوئی وہاں معروف نعت خواں الحاج محمد اولیس قادری اور ڈاکٹر ثار معرفانی بھی موجود تھے خوب نعت خوانی کے بعد افطاری کی۔ یہ تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا بیان۔

پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے دوست و احباب کو بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعارف کراؤں۔ حافظ آباد کے نواحی گاؤں جو میرا آبائی گاؤں ہے وہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام سے ۱۱ مرلے قلعہ اراضی پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ ۲ سال کے قلیل وقت میں خوبصورت مسجد تیار ہو گئی۔

اپنی مسجد میں ہر اسلامی مہینے کی ۱۶ تاریخ کو بعد نماز عشاء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ماہانہ ختم شریف بڑے اہتمام سے ہوتا ہے۔ کثیر تعداد میں احباب درود ابراہیمی پڑھ کر آتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

یہاں پر ہی ایک مدرسہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام سے قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے طفیل یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔ تمام دوست احباب کو اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

خصوصاً میرے محسن و مربی برادر اکبر حضرت علامہ حافظ قاری مفتی غلام حسن قادری دامت برکاتہم العالیہ خطیب مسجد فاطمہ الزہرا جو ہر ناؤن کے علم و عمل صحت میں برکتیں عطا فرمائے۔ اس کتاب کی تیاری مکمل طور پر حافظ محمد طاہر سعید نے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور کتاب کے اخراجات محترم محمد مجاہد سعید نے ادا کیے۔ اللہ کریم سب کی محنت کو قبول فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد اصغر نورانی

پرنسپل جامعہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و خطیب جامع مسجد قبا نغوالی

محلہ چو مالہ اندرون بھائی گیٹ لاہور

موبائل: 0322-4774588

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

نام: حمزہ

مقام پیدائش: مکہ مکرمہ

کنیت: ابوعلی اور ابوعمارہ

لقب: اسد اللہ اور اسد رسول ﷺ، سید الشہداء

نسب: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی جلیل

والدہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت وہب نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت

آمنہ رضی اللہ عنہا کی چچا زاد بہن تھیں۔

پیدائش: سن میں آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ ابن سعد کے

بیان کے مطابق عمر میں چار سال بڑے تھے۔ اس لحاظ سے آپ انداز 567ء میں پیدا ہوئے

(واللہ اعلم)

سرکارِ دو عالم ﷺ سے تعلق

1- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔

2- اور آپ رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے، یعنی ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے

دونوں کو دودھ پلایا تھا۔

مشاغل

شعر و شاعری: شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ نیز سیر و

شکار سے بھی غیر معمولی دلچسپی تھی، چنانچہ زندگی کا بڑا حصہ انہی مشاغل میں بسر ہوا۔

علیہ مبارک: نہایت خوبصورت حسین و جمیل بڑی خوبصورت پیشانی اوسط درجہ قد

بدن چھریا باز و گول کلاںیاں چوڑی تمام اعضاء مناسب آواز گردار اور ہارعب رنگ سرخ و

سفید اگرچہ آپ تنومند نہیں تھے مگر شجاعت و بہالت اور عزم و استقلال کے پیکر مجسم تھے۔

قبول اسلام

ابن جوزی کے قول کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۶ نبوی میں اسلام لائے اور یہی

مشہور قول ہے۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی طرف سے گزرے تو اتفاق سے ابو جہل بھی

اسی طرف آ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بے ادبی گستاخی کرنے لگا۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ کوئی جواب

دیئے بغیر تشریف لے گئے۔ عبد اللہ بن جدعان کی باندی (اور خود حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن بی بی)

صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا اے ابوعمارہ کاش تم اس وقت موجود ہوتے

جب ابو جہل تمہارے بھتیجے کو نہایت سخت سست اور تازیبا کلمات کہہ رہا تھا۔

سننے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حمیت اور غیرت جوش میں آ گئی۔ وہیں سے ابو جہل

کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب شکار سے واپس آتے تو

سب سے پہلے حرم میں حاضر ہوتے۔ اسی معمول کے مطابق حرم میں پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ

ابو جہل قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا ہے۔ بھتیجے ہی اس کے سر پر اس زور سے کمان

ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔

اور کہا کہ تو محمد رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔ میں خود ان کے دین پر ہوں۔ بعض

حاضرین مجلس نے چاہا کہ ابو جہل کی حمایت میں کھڑے ہوں لیکن ابو جہل نے خود ہی سب کو

روک دیا اور یہ کہا کہ آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت سخت سست کہا ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے

حال پر چھوڑ دو۔ بعض حاضرین مجلس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے

حمزہ رضی اللہ عنہ کیا تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر رسول اللہ ﷺ

کی حقانیت و صداقت خوب منکشف ہو گئی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے

رسول ﷺ ہیں آپ رضی اللہ عنہ جو فرماتے ہیں وہ سراسر حق ہے میں کبھی اس سے باز نہ آؤں گا۔ تم

سے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر گھر واپس آئے۔

شیطان نے دوسرے ڈالا اے حمزہ رضی اللہ عنہ تم تو قریش کے سردار ہو تم نے اس صابی کا

کیسے اتجار کیا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین کیوں چھوڑا۔ اس سے مر جانا بہتر ہے جس سے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کچھ تردد اور اشتباہ میں پڑے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اللہم ان کان رشد فاجعل تصدیقه فی قلبی والا فاجعل لی
مما رقت فیہ معرجا

ترجمہ: اے اللہ اگر یہ دین ہدایت ہے تو میرے دل میں اس کی تصدیق ڈال دے ورنہ مجھے اس سے نکال لے جس میں واقع ہو چکا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ تمام شب اسی بے چینی اور اضطراب میں گزری۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آنکھ نہ لگی جب کسی طرح یہ اضطراب اور بے چینی رفع نہ ہوئی تو حرم میں حاضر ہوا اور نہایت تضرع اور زاری سے دعا مانگی۔ اے اللہ میرا سید حق کے لیے کھول دے اور اس شک اور تردد کو دور فرما دے۔

دعا ابھی ختم نہ کرنے پایا تھا کہ یک لخت تمام خیالات باطلہ میرے قلب سے صاف ہو گئے اور دل ایمان اور ایقان سے لبریز ہو گیا۔

صبح ہوتے ہی آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے میری استقامت اور اسلام پر قائم و ثابت رہنے کی دعا فرمائی۔

(روض الانف)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں

جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو کہا

اشہد انک لصادق شهادة المصدق والعارف (حاکم)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ ﷺ یقیناً سچے نبی ﷺ

ہیں۔ تصدیق کرنے والے اور پہچاننے والے کی گواہی دیتا ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے خوشی میں یہ اشعار پڑھے۔

حمدت اللہ حین ہدی فؤادی الی الاسلام والذین الحنیف

میں نے اللہ کی تعریف کی جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی۔ اسلام اور دین

ابراہیمی علیہ السلام کی طرف۔

لذین جاء من رب عزیز حبیب بالعباد بہم لطیف
جو دین اس غالب رب کی طرف سے آیا ہے وہ بندوں سے باخبر ہے اور ان پر
مہربان ہے۔

اذا تلیت رسائلہ علینا تحبیر مع ذی اللب الحصیف
جب اس دین کے پیغامات ہمارے اوپر پڑھے جاتے ہیں تو کامل عقل والوں کے
آنسو بہہ نکلتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من ہدایا ہایاب مینہ الحروف
وہ پیغامات جن کو جناب احمد رضی اللہ عنہ لوگوں کی ہدایت کے لیے لے کر تشریف
لائے جو کہ صاف صاف اور واضح آیات ہیں۔

واحمد مصطفیٰ ﷺ فینا مطاع فلا تغشوه بالقول العیف
اور احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے درمیان اطاعت کیے گئے ہیں۔ لہذا جو حق وہ لے کر
آئے اس کو بے ہودہ باتوں سے نہ چھپاؤ۔

فلا واللہ نسلّمہ لقوم ولما نقض فیہم بالسیوف
قسم بخدا ہم ان کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے جب تک کہ ہم کھواروں کے
ساتھ فیصلہ نہ کر لیں۔ (زرقاتی روض الانف)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قریش یہ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کو ایذا و
تکلیف دینا کوئی آسان کام نہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جرأت کی ایک جھلک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ
بہت بہادر تھے۔ نبی پاک ﷺ جب دار ارقم میں تشریف فرما تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت
خیاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب بارگاہ رسالت ﷺ میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر
ہوئے دروازہ بند تھا۔ دستک دی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ یہ معلوم کر کے کہ عمر رضی اللہ عنہ
اندر آنا چاہتا ہے کوئی شخص دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کرتا تھا تو اس وقت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے
فرمایا دروازہ کھول دو اور عمر کو آنے دو۔

اگر اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اللہ اس کو ہدایت دے گا اور اسلام لے آئے گا اور اللہ کے رسول ﷺ کا اتباع کرے گا۔ ورنہ تم اللہ کے حکم سے اس کے شر سے محفوظ و مامون رہو گے اور بحمد اللہ عمر کا قتل کر دینا ہم پر کچھ دشوار نہیں ایک اور روایت میں ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ خیر کے ارادہ سے آ رہا ہے تو ہم بھی اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کریں گے۔

اور اگر شر کے ارادہ سے آ رہا ہے تو اسی تلوار سے اسے قتل کریں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام، بیون الاثر)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے کفار کا زور ٹوٹا اور ہمتیں پست ہوئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا موت و زیت ہر حالت میں ہم حق پر نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ہم حق پر ہیں۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

تم یقیناً مرنے جینے کی ہر حالت میں حق پر ہو۔ میں نے عرض کیا پھر ہمیں چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی حق بنا کر بھیجا ہے۔ اب باہر نکلے۔ پس ہم سب کو مکان سے باہر کر کے دو صفوں میں تقسیم کیا۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چلے، دوسری میں میں چلا، حتیٰ کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے۔ قریش نے جب مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں ایسا شدید صدمہ ہوا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ پس اس وقت آنحضرت ﷺ نے مجھے الفادوق یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والے کا لقب عطا فرمایا۔ (محمد رسول اللہ ﷺ)

مواخات (یعنی بھائی بندی)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی مواخات حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے محبوب غلام تھے کے ساتھ قرار پائی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس قدر

محبت ہو گئی تھی کہ جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو ان کو ہر قسم کی وصیت کر جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

ہجرت

بعثت کے تیرہویں سال تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ جہاں حضرت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پاک میں زور بازو اور خداداد شجاعت کے جوہر دکھانے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حاکم نے مستدرک میں لکھا اور اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صحیح قرار دیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سید الشهداء عند اللہ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اللہ کے نزدیک تمام شہداء کے سردار (سید الشهداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ہیں۔ (المستدرک صفحہ ۱۹۹ جلد ۳ وحوطرف حدیث طویل عن جابر، در السحاب فی مناقب القرابہ و الصحابہ از محمد بن علی شوکانی)

سوال: جب حدیث شریف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشهداء فرمایا گیا ہے تو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشهداء کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ دوسری حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یہ الفاظ روایت فرمائے ہیں۔

سید الشهداء يوم القيمة حمزه بن عبدالمطلب و رجل قام

الی امام جائز فامرہ و نہاہ فقتلہ۔

قیامت کے دن تمام شہداء کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے اور وہ بندہ جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کے ظلم کی مخالفت کی جس کی پاداش میں اس کو (ظلماً) قتل کر دیا گیا۔ (المستدرک صفحہ ۱۹۲ جلد ۳)

اور اس میں کیا شک ہے کہ یزید سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے جس کے دور حکومت میں امام عزیمت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کلمہ حق بلند فرمایا۔ اور ظلماً شہید کئے گئے۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن ابی لبید اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: والذی نفسی بیدہ انا لمکتوب عند اللہ فی السماء السابعة حمزة (بن عبدالمطلب) اسد اللہ و اسد رسولہ۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ کے ہاں ساتویں آسمان پہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو خدا اور رسول خدا ﷺ کا شیر لکھا گیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ورواہ الطبرانی فی الکبیر صفحہ ۱۶۳ جلد ۳ حدیث نمبر ۲۹۵۱)

عمیر بن اسحاق فرماتے ہیں کہ کان حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بقاتل بین یدی رسول اللہ ﷺ بسیفین و یقول انا اسد اللہ و اسد رسولہ۔
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ قتال فرماتے اور اپنے تعارف میں یہ الفاظ ارشاد فرماتے۔ ”میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں۔“

(المستدرک صفحہ ۱۹۴ جلد ۳ و عمن حدیث سعد بن ابی وقاص و حصہ و سندہ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ص ۱۶۳ جلد ۳ حدیث نمبر ۲۹۵۲ و ابن سعد صفحہ ۱۲ جلد ۳) (کواکب سبجہ از مفتی غلام حسن قادری)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا چچا آپ رضی اللہ عنہ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔

عرض کیا، درست ہے مگر مجھے دکھائیے ضرور، حضور ﷺ نے فرمایا۔ بیٹھ جائیے لہذا دو بیٹھ گئے۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چچا جان اپنی نگاہیں اٹھائیں تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ جبریل علیہ السلام کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ (خصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد و بیہقی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جن غزوات و سرایا میں حصہ لیا اب ان کا تفصیل بیان کیا جاتا ہے۔

سر یہ حمزہ رضی اللہ عنہ

چنانچہ رمضان المبارک ۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے پہلا علم ان کو عنایت فرمایا اور ہمیں صحابہ کرام کے ساتھ قریش کی اس جماعت کے مقابلہ پر بھیجا جو ابو جہل کی قیادت میں تین سو کفار پر مشتمل شام سے آ رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیف البحر کے قریب پہنچے تو کفار سے آمنہ سامنا ہو گیا۔ طرفین نے جنگ کے لیے صف بندی کی لیکن ایک شخص مہدی بن عمر الجہنی نے فریقین کو سمجھا بچا کر لڑائی سے روک دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بغیر کشت و خون مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ (طبقات ابن سعد سیرت ابن ہشام وغیرہ)

غزوہ ابوا

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے ماہ صفر ۲ھ میں ساتھ مہاجرین اپنے ہمراہ لے کر کے قافلہ قریش اور بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کے لیے ابوا کی طرف روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ ﷺ ابوا پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس میں فائدہ یہ ہوا کہ بنو ضمرہ سے ایک معاہدہ طے پایا اس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد سیرت ابن ہشام)

(۳) غزوہ ذوالعشیرہ

اسی طرح جمادی الاخرہ ۲ھ جب آنحضرت ﷺ دو صد مہاجرین کو لے کر قریش کی ایک جماعت کی مزاحمت کے لیے نکلے تو علمبرداری کا طرہ افتخار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دستار فضل کمال پر آویزاں تھا لیکن اس دفعہ بھی کوئی جنگ نہ ہوئی۔ (زرقاتی، محمد رسول اللہ ﷺ)

غزوہ بدر رمضان المبارک ۲ھ

اسی سال وسط رمضان میں بدر کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔ صف آرائی کے بعد کفار کی طرف سے عتبہ شیبہ اور ولید میدان میں نکلے اور ان کے مقابلے پر مسلمانوں کی طرف سے چند انصاری نوجوان آگے بڑھے لیکن عتبہ نے پکار کر کہا محمد ﷺ یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ

اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ حکم کی دیر تھی یہ تینوں نیزے ہلاتے ہوئے نبرد آزمائی کے لیے اپنے حریفوں کے مقابل جا کھڑے ہوئے۔ یہ تینوں حضرات خود پہنے ہوئے تھے۔ اس لیے عتبہ نے ان حضرات کو نہ پہچانا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے اپنے نام و نسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ہاں اب ہمارا جوڑ ہے۔ جب ان لوگوں میں جنگ شروع ہوئی تو اسلام کے ان عظیم مجاہدوں نے اپنی ایمانی شجاعت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ بدر کی زمین دہل گئی اور کفار کے دل تھرا گئے۔ دونوں انتہائی بہادری کے ساتھ لڑتے رہے مگر آخر کار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کے وار سے مار مار کر عتبہ کو ڈھیر کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شیبہ نے شدید زخمی کر دیا۔ یہ منظور کیجئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور شیبہ کو قتل کر دیا۔ (ابوداؤد..... زرقانی الموابہ) سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا۔

بدر میں کافروں کا پہلا مقتول جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا

اسود بن خزیمہ بہت فتنہ پرور و بدکردار شخص تھا۔ اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کے حوض سے جا کر پانی پیوں گا۔

یا اس کو سہار کر دوں گا یا خود وہیں ہلاک ہوں گا۔ پھر اس ارادے سے اپنے لشکر سے چلا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کو تشریف لائے۔ یہ حوض کے قریب پہنچ گیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ایسی تلوار ماری کہ اس کی آدمی پنڈلی مع پیر کے اڑ گئی اور یہ پشت کے بل گر پڑا مگر پھر اسی حالت میں بھی حوض کی طرف بڑھا تا کہ اس میں سے پانی پی کر اپنی قسم پوری کر سکے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسری ایسی ضرب لگائی کہ وہ کھڑے ہو کر حوض میں جا پڑا (بدر میں یہ پہلا مقتول تھا) (سیرت ابن ہشام)

کفار کا اعتراف

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار پر شتر مرغ کی کٹنی لگا رکھی تھی اس لیے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور مردانہ وار دودی حملوں سے پرے کا پڑا صاف کر رہے تھے۔ غرض جب تھوڑی دیر میں غنیمت بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تو بعض قیدیوں نے پوچھا کہ یہ کٹنی لگائے کون ہے۔ لوگوں نے

کہا یہ حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ بولا آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا۔

(طبقات ابن سعد)

ابوقیس بن الفاکہ کا قتل

یہ بھی آنحضرت ﷺ کو شدید ایذا پہنچاتا تھا۔ ابو جہل کا خاص محسن اور مددگار تھا۔ ابوقیس جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

غزوہ بن قیقاع شوال ۲ھ

اگر آنحضرت ﷺ غزوہ بدر میں مصروف پیکار تھے۔ اور مدینہ کے یہودیوں نے حضور ﷺ کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ کے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کے قبیلہ بنو قیقاع کی دست درازیوں کا حال معلوم ہوا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وسط شوال ۲ھ میں بنو قیقاع کا محاصرہ فرمایا۔ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا تا کہ خرمحاصرہ کی شدت سے مرعوب ہو کر ان یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنی عہد شکنی کے باعث جلا وطن کر دیئے گئے۔ اس فوج کشی میں بھی علیہ داری کا منصب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ (طبقات ابن سعد)

غزوہ احد ۳ھ

بدر کی شکست نے قریش مکہ کی آتش انتقام کو اور بھڑکا دیا تھا چنانچہ شوال ۳ھ میں غنیمت و غضب کا بادل بن کر مدینہ کی طرف بڑھا۔

سرکار ﷺ کا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مشورہ

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ فرمایا کہ لڑائی مدینہ میں رو کر لڑی جائے یا مدینہ سے باہر جا کر۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رو کر لڑائی کی جائے مگر بعض اکابر اور نوجوانوں نے اس پر اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اس دن کے متنبی اور مشتاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم نے مدینہ میں رو کر ان

کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے۔
سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

والدی النزل علیک الکتاب لا اطعم الیوم طعما ما حتی
اجالہم بسیفی خیار المدینہ (زرقاتی۔ البدایہ والنہایہ)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل
فرمائی۔ میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر
نکل کر دشمنوں کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کروں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی یعنی نوجوانوں کا اصرار تو پہلے
ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جائے لیکن مہاجرین و انصار میں سے بھی بعض اکابر
صحابہ جیسے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ شوق شہادت میں بے چین ہیں اور ان کی بھی
یہی رائے ہے تو آپ ﷺ نے بھی یہی عزم فرمایا۔

لشکر قریش کا حال

لشکر قریش کی تعداد 3 ہزار تھی۔ 7 سوزرہ پوش 2 سو گھوڑے 3 ہزار اونٹ 15
اشراف مکہ کی عورتیں بھی ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتیں (طبری)

لشکر اسلام کا حال

آپ ﷺ کے ساتھ 1000 کی جمعیت تھی۔ عبداللہ بن ابی راس المنافقین 3 سو
آدمیوں کو لے کر احد کے قریب ہی علیحدہ ہو گیا۔ اب لشکر اسلام میں 700 صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم رہ گئے جن میں 100 زرہ پوش سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک
آپ ﷺ کا۔ ایک ابو بردہ بن نیار حارثی رضی اللہ عنہ کا۔ (طبری زرقاتی)

جنگ بدر میں جن کے باپ بھائی شوہر قتل ہوئے تھے۔ ان عورتوں نے قسم کھالی تھی
کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں کا خون پی کر ہی دم لیں گی۔ جناب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے
ہندہ کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ اسی بنا پر ہندہ نے وحشی
کو جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر اس نے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو اس بدلے اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا
اس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔ (ابن ہشام)

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آئی یا وحشی اس کے پاس آتا ہے تو یہ اس سے
کہتی ہے کہ اے ابو سہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجیو جس سے ہمارے دلوں کو
آرام پہنچے (ابن کثیر سیرت ابن ہشام)

آغاز جنگ

پہلا مبارز ابو عامر زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ جب
قبیلہ اوس کے لوگ مجھے دیکھیں گے تو میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے
میدان میں نکل کر کہا اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔ قبیلہ اوس نے کہا اے خدا کے قاصد اور
نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔ ابو عامر یہ جواب سن کر شرمندہ ہو کر واپس آ گیا۔
(زرقاتی)

دوسرا مبارز۔ طلحہ بن ابی طلحہ آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار چلائی اس کا پیر کٹ گیا۔
منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ (طبری)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی کاٹ

تیسرا مبارز ک عثمان بن ابی طلحہ آیا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر حملہ کیا۔ اس کے دلوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف
کر دیئے اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹھنڈا ہو گیا۔ (یعنی مر گیا)
(زرقاتی)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کے ہاتھ شانے کا قتی
ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پیچھڑا نظر آنے لگا۔

اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ میں تو ساقی الحجاج (وہ شخص
جس کے زخم کی گہرائی ناپی جائے) کا بیٹا ہوں۔ الغرض گیارہویں نمبر پر صواب لکھا۔

حضرت سعد ابی وقاص یا حضرت علی یا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے قتل

کرو یا۔ (طبقات ابن سعد زرقانی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک اور جھلک

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کے لیے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سہار بن عبد العزیٰ صل من مبارز ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا نکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سہار اے عورتوں کی خفتہ کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا۔ ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب آپ رضی اللہ عنہ نے سہار کو قتل کیا تو وحشی ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا کیونکہ اس کا مشن صرف سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل تھا وحشی خود کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ مسند ابی داؤد طیالسی)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس لیے کہ میرا کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ (ابن ہشام)

اس اعتراف سے ثابت ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے سہار بن عبد العزیٰ کو قتل کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

وحشی ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ قریب آئے تو وحشی نے اپنا حربہ پھینکا وہ حربہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جسم مبارک کو چیرتا ہوا دوسری طرف سے اس کا سراٹھا ہوا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چند قدم چلے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ (مدارج المنہوت سیرت المصطفیٰ)

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ وحشی کی زبان سے

وحشی کہتے ہیں میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اس کا چچا طیمہ بن عدی جنگ بدر میں

قتل ہو گیا تھا۔ میں اس کا بدلہ لینے کے لیے احد کی جانب روانہ ہوا میں حبشی طرز سے نیزہ پھینکتا تھا اس کا نشانہ کم ہی خطا ہوتا تھا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھا۔ یہاں تک میں نے ان کو لوگوں میں چلتا دیکھ لیا وہ دراز قد خاستری اونٹ پر سوار تھے ایسا تھا تلوار مارتا جاتا تھا۔ کوئی ان کے سامنے نہ نکلتا واللہ میں ان کو نیزہ مارنے کے لیے تیار ہوا درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا کہ وہ میرے قریب آجائیں اچانک سہار بن عبد العزیٰ اس کے سامنے آیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر کہا خفتہ کرنے والی کے بیٹے یہ کہہ کر تلوار ماری وہ خاک پر ڈھیر ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دی اور ان پر نشانہ باندھا اور ان پر نیزہ پھینک دیا۔ وہ ان کی ناف پر لگا اور پار ہو گیا۔ وہ میری طرف آنے لگے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے۔ جب ان کی روح پرواز کر گئی تو میں نے ان کے جسم سے اپنا حربہ نکالا اور خیمہ میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا کہ اس کے علاوہ میرا کوئی کام نہ تھا۔ میں نے آزادی کی خاطر ان کو قتل کیا۔ (ابن کثیر)

مدارج المنہوت میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ پھر میں نے ان کا پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور ہندہ کو جا کر دیا اور کہا یہ تمہارے باپ کے قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے ظالمانہ سلوک

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ دوسری عورتوں کو لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی لاشوں کے پاس آئی اور ان کے ناک کان کاٹنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک ہندہ نے ان کے ہار بنا کر گلے میں ڈالے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر مبارک کو نکال کر منہ میں لے کر چبایا مگر اس کو نگل نہ سکی تب اس کو اگل دیا۔ (ابن ہشام)

ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان ناک آلہ تناسل کاٹ لیے اور اپنے ساتھ مکہ میں لے گئی۔ (زرقانی) (مدارج المنہوت)

وحشی کو انعام

وحشی کہتے ہیں ہندہ نے اپنا لباس چادر اور تمام زیورات مجھے دے دیئے اور وعدہ کیا کہ جب مکہ جاؤں گی تو دس سرخ دینار تجھے مزید دوں گی۔ (ابن ہشام) (مدارج المنہوت)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

جب کافر میدان سے چلے گئے تو مسلمان میدان میں آئے اور اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھنے لگے۔ مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رونے لگے اور روتے روتے سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور ساری صورت بتائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے۔

حضور ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر

رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلے۔ یمن وادی میں مشہد کیے ہوئے پائے گئے۔ ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔ پیٹ مبارک اور سینہ چاک ہوا ہے۔ اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھے معلوم ہے البتہ تم بڑے ہی مختیر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے انتقال کا سارنچہ مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا جہاں اس سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ اگر صفیہ کے حزن اور ملال و رنج اور غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندہ اور پرندہ تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم ان کے حکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو تیرے بدلے 70 کافروں کا مشلہ کر دوں گا۔ آپ ﷺ اس جگہ سے ابھی بٹے نہ تھے کہ یہ آیت شریف نازل ہو گئی جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ :- اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے۔ صبر کرنے والوں کے لیے اور آپ ﷺ صبر کیجئے اور آپ ﷺ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ﷺ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دل ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔ (القرآن)

آپ ﷺ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اور اپنا ارادہ فتح کیا۔ (مستدرک۔ میون)

الاثار۔ مدارج النبوت۔ سیرت ابن ہشام)

آپ ﷺ کی بچگی بندھ گئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو رو پڑے اور بچگی بندھ گئی اور یہ فرمایا

سید الشهداء عند الله يوم القيامة حمزه

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ حافظ وہبی نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔

(مستدرک)

معجم طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سید الشهداء حمزة بن عبدالمطلب

حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت

حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشهداء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حوصلہ

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میری پھوپھی اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھنے پائے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے لیکن میں اسے اللہ کی راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر حضور ﷺ کی اجازت سے لاش کے پاس گئیں اور یہ منظر دیکھا کہ پیارے بھائی کے کان ناک آنکھ سب کٹے پڑے حکم چاک جگر چنایا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر اس شیر دل خاتون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا کچھ نہ کہا۔ پھر ان کی مغفرت کی دعا مانگی ہوئی چلی آئیں۔ (طبرانی)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے زبیر رضی اللہ عنہ کو کفن کے لیے دو چادریں دے گئیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن پڑی تھی اس لیے انہوں نے دونوں شہیدان ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی۔ اس غزوہ میں 70 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سرو سامانی کا عالم یہ

تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔

چنانچہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن بھی کچھ اس طرح کا تھا اور کپڑا اتنا چھوٹا تھا کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں نکلے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر رہنہ ہو جاتا (اور بعض کے لیے یہ بھی میسر نہ آیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔) (سیر الصحابہ سیرۃ المصطفیٰ)

نماز جنازہ اور دفن

شہداء کی نماز جنازہ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے خود پڑھائی۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے شہداء احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر تقریباً 70 نمازیں پڑھیں گئیں۔

یاد رہے کہ شہداء احد کے جسموں کو حضور رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق بغیر غسل کے کفنا یا دفنایا گیا۔ اسی طرح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو میدان احد میں ہی دفن کر دیا گیا۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا حال

مقتول ہے کہ جب مصیبت زدہ لوگ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں راستے میں آئی تھیں اس نے دیکھا رسول اللہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جوق در جوق آ رہا ہے اس نے ہر چند تلاش کیا لیکن اپنے باپ جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو لشکر میں نہ دیکھا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا میرے والد کہاں ہیں۔ لشکر میں نظر نہیں آئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل جل اٹھا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ رہے ہیں جب حضور رضی اللہ عنہ پہنچے تو والد پھر بھی نظر نہ آئے وہ آگے بڑھیں اور غولہ کائنات رضی اللہ عنہ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ میرے والد کہاں ہیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا باپ میں ہوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ اس

بات سے بوئے خون آتی ہے اور یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور حضور رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں بھی اسے دیکھ کر آنسو ٹپک پڑے۔ اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری بیٹی اگر میں اس کا حال بیان کروں تو تمہارے دل کو اس کے برداشت کی طاقت نہیں ہوگی۔

(مدارج النبوت)

حضور رضی اللہ عنہ کا حزن و ملال

آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اس سانحہ پر شدید دکھ پہنچا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی اشہل کی عورتوں کو اپنے اپنے اعزہ و اقارب پر روتے سنا تو فرمایا افسوس حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والیاں بھی نہیں۔ انصار نے یہ سن کر اپنی عورتوں کو آستانہ نبوت پر بھیج دیا جنہوں نے نہایت رقت آمیز طریقہ سے سید الشہداء رضی اللہ عنہ پر گریہ زاری شروع کی۔ اس حالت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک لگ گئی۔ کچھ دیر کے بعد بیدار ہوئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ابھی تک رو رہی ہیں۔

فرمایا کیا خوب یہ سب ابھی تک یہیں بیٹھی رو رہی ہیں۔ انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔ جب تک حمزہ رضی اللہ عنہ پر آنسو نہ بہا لیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ منورہ کی عورتوں کا بکی دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر دو آنسو بہا لیتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ سے بیزار

وحشی کہتے ہیں جنگ سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ میں اقامت پزیر رہا۔ جب اس سر زمین پر اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا۔ اہل طائف نے مجھے قاصد بنا کر رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور مجھے یہ بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ قاصدوں کو تکلیف نہیں پہنچایا کرتے پس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چل دیا اور رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا تم وحشی ہو۔

میں نے جواب دیا:

ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا
کیا حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو نے شہید کیا تھا؟
میں نے جواب دیا۔

یہ ایسی بات ہے جو پوری طرح آپ کے علم میں ہے۔
فرمایا کیا تم اپنا منہ مجھ سے چھپا سکتے ہو۔
وحشی کہتے ہیں۔

پھر میں باہر نکل آیا۔

(پھر تمام عمر آپ ﷺ کے سامنے نہ جاسکے)

جب پھر رسول خدا ﷺ کا وصال ہوا اور مسیلہ کذاب نبوت کا دعویٰ کرتا ہوا نکلا تو
میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیے نکلوں گا۔ شاید
اسے قتل کر سکوں اور یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو جائے۔ پس میں بھی لوگوں کے ساتھ
نکلا اور ہوتا رہا جو کچھ ہوا ان کا بیان ہے کہ ایک آدمی دیوار کی آڑ میں کھڑا تھا جس کا رنگ
اونٹ کی مانند تھا اور اس نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ میں نے جانتے ہوئے کہا مسیلہ یہی ہے۔
اپنا وہی نیزہ سنبھالا اور پھینک کر اس کی چھاتی کے سچ مارا تو وہ اس کے کندھوں سے پار نکل
گیا۔ اتنے میں کچھ انصاری بھی اس پر ٹوٹ پڑے۔ پس میں نے کھوپڑی پر تلوار سے ضرب
لگائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک لوٹھی نے مکان کی چھت پر کھڑی ہو کر
کہا اے امیر المؤمنین مبارک ہو مسیلہ کو ایک کا لے غلام نے قتل کر دیا۔

(بخاری کتاب المغازی)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا تھا اس
سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ حضرت وحشی اکبرؓ کہا کرتے تھے میں نے جاہلیت میں خیر الناس کو قتل
کیا اور اسلام میں شر الناس کو۔

وحشی کی چند اور باتیں

وحشی کہتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا۔ مکہ فتح ہوا تو طائف بھاگ گیا۔ جب
آنحضرت ﷺ نے طائف بھی فتح کر لیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے تو میں

پریشان ہوا کہ اب کیا کروں کبھی خیال کرتا ملک شامل بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے
کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ رسول
کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان
ہو جاتا ہے رسول کریم ﷺ اس سے کچھ نہیں فرماتے۔

میں اس شخص سے یہ سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ شریف حاضر ہوا اور
آپ ﷺ کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا
تو وحشی ہے، عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا بیٹھ جاؤ تو نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کیوں قتل کیا۔ میں نے اسی طرح رسول
اللہ ﷺ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا جو ہوا تھا۔

پھر جب میں بیان کر چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے
سامنے سے ہٹا لے میں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب میں آنحضرت ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تا کہ حضور ﷺ مجھے نہ
دیکھیں۔ یہاں تک رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ (ابن ہشام)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر
جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ پر یہ خدا کی طرف سے عذاب ہے وہ نہیں چاہتا یہ جہنم سے بیٹھے۔

(ابن ہشام)

ایک وضاحت

یاد رہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نے بھی بعد میں اسلام قبول کر لیا اور حضرت
حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ بنت عتبہ اور ان کے شوہر ابو سفیان بھی مسلمان ہو گئے۔
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق سپاہیانہ خصائل نہایت نمایاں ہیں۔ شجاعت، جان

بازی اور بہادری آپ ﷺ کے مخصوص اوصاف تھے۔ مزاج قدرتا تیز تھا۔

آپ ﷺ کے محاسن و تعریف میں آنحضرت ﷺ کے یہ ارشادات ہی کافی ہیں جو حضور ﷺ نے آپ ﷺ کی لاش کو مخاطب کر کے فرمائے تھے کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا خیرات دینے والا کوئی اور ہو۔

(سیرت الصحابہ بحوالہ طبقات ابن سعد)

ازواج و اولاد

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں اور ہر ایک کے بطن سے اولاد ہوئی۔

۱۔ ایک بیوی کا نام بنت المہلبہ بن مالک بن عبار تھا جو قبیلہ اوس سے تھیں۔ ان کے بطن سے یعلیٰ اور عامر دو صاحبزادے تھے۔ یعلیٰ کی وجہ سے آپ ﷺ کی کنیت ابو یعلیٰ تھی۔ عامر لا ولد فوت ہو گئے۔ یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئی جو بچپن میں ہی انتقال کر گئیں۔

۲۔ دوسری بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا جن کے بطن سے عمارہ پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ تھی۔

۳۔ تیسری بیوی کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا جن کے بطن سے امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ یہ وہی امامہ ہیں جن کی پرورش کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھگڑا کیا تھا۔ ان میں ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا۔ کیونکہ امامہ کی خالہ حضرت اسماء بنت عمیس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

آنحضرت ﷺ شہداء احد کی قبور پر

حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ یا اللہ تیرا رسول ﷺ گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر

زیارت کے لئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(مدارج النبوت)

آپ ﷺ مزارات شہداء پر کیا فرماتے

آنحضرت ﷺ شہداء احد کی زیارت کو جاتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا۔ (مدارج النبوت)

عمارہ بن ابی صالح فرماتے ہیں:

حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کی دار اچھی ہے۔ (خلاصہ)

واقعی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر سال زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد کے قریب جاتے تو فرماتے اسلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہر سال زیارت کرتے نیز حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی زیارت کے لیے جاتیں اور ان کے لیے دعا کرتیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سلام کہہ کر اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں کہتے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقعی نے حضرت ابوسعید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ام سلمہ رضوان اللہ علیہم سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

(ابن ہشام)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جمعہ کو آتیں وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول آپ ﷺ کے وصال تک رہا (خلاصہ)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزار شریف پر

۱۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں صحرائے احد میں سے گزرا تو میں نے کہا۔

السلام علیکم یا عم رسول اللہ۔

اے رسول اللہ ﷺ کے چچا جان آپ ﷺ پر سلام ہو۔

تو میں نے آواز سنی علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۔ عطا کرتے ہیں کہ ان کی خالہ نے بتایا وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہمیں تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔ (خلاصہ)

۳۔ عمر بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے روز احد کی زیارت کے لیے لے گئے وہاں پہنچے تو میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا اسلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار تم پر سلام ہو تو جواب ملا علیکم السلام یا ابا عبد اللہ۔

اے ابو عبد اللہ تم پر سلام ہو۔

میرے والد نے مجھے کہا علیک السلام تو نے کہا ہے میں نے عرض کی جی نہیں پھر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا پھر کہا السلام علیکم پھر جواب ملا علیکم السلام اس پر میرے والد گرامی فوراً سجدے میں گر گئے اور اس انعام پر سجدہ شکر ادا کیا۔ (خلاصہ الوفا)

قبریں کھلیں تو جسم تروتازہ تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہر کھدوا رہے تھے وہ نہر شہداء احد کے مزارات کے قریب سے گزری دوران کھدائی ایک کدال حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو جا لگا اس سے خون جاری ہو گیا۔ (مدارج النبوت)

مزید تفصیل درکار ہو تو مدارج النبوة اور سیرۃ ابن ہشام کا مطالعہ فرمائیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مرمت فرمائی

حضرت ابی جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی مرمت اور درتگی بھی فرمایا کرتیں۔ (خلاصہ)

آپ ﷺ کے مزار شریف کی خاک

حرم کی مٹی لے جانے کی کراہت سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی مٹی کو مستثنیٰ سمجھا جائے۔

یاد رہے کہ یہ مٹی مبارک آپ ﷺ کی شہادت گاہ کے ہالے سے اٹھائی جاتی ہے

جو تمام علماء مشائخ و غیر ہم سر درد کے علاج لیے اٹھاتے تھے۔ (خلاصہ الوفا)

آہ افسوس

آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ شہداء احد، مزار سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر خود خواجہ کائنات رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، حضرت سعد، حضرت امیر معاویہ، حضرت ابوسعید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ام سلمہ، سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مزارات شہداء احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد سے آج تک ہزار ہا تابعین، تبع تابعین، بزرگان دین، اولیاء، علماء، صلحاء، عامۃ المسلمین زیارت کرتے رہے اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لائیں تو نوافل بھی ادا فرمائیں اور قبر شریف کی مرمت بھی فرمائیں۔ (خلاصہ الوفا للسمہودی)

جگر پاش پاش

قارئین کرام سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر بھی ایک خوبصورت مقبرہ تعمیر تھا مگر وہاں کی نجدی حکومت نے جہاں جنت العلوی مکہ مکرمہ اور جنت البقیع مدینہ شریف میں ساٹھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امہات المؤمنین اہل بیت اطہار کے مزارات سہار کر دیئے۔ وہاں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف بھی سہار کر دیا۔

جب عشاق ان مزارات مقدسہ کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو جگر پر آڑے چلتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ زائرین ان مزارات مقدسہ کی اس توہین پر اس قدر گرہ زاری کر رہے تھے۔ پھر دل انسان بھی انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیتے۔

شورش کاشمیری کے تاثرات

شورش کاشمیری کے نام سے کون واقف نہیں۔ یہ جب ان مزارات مقدسہ پر حاضر ہوئے اور مزارات کی یہ حالت دیکھ کر خوب آنسو بہائے اور ایک کتاب شب جائے کہ سن بوم میں اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ انہیں ذرہ برابر بھی احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ کے تخت پارے ہیں ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں۔ چچا ہیں چچا کے بیٹے ہیں۔ امت کی مائیں ہیں جنت کی شہزادیاں ہیں امام ہیں۔ ذوالنورین ہیں۔ شہداء ہیں اولیاء ہیں، فقہاء ہیں علماء ہیں حکماء ہیں۔ علیہ سعد یہ رضی اللہ عنہ ہیں لیکن

عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے جارہے ہیں اور محل بنائے جارہے ہیں۔ (شب جائے کہ من بودم)
آنسو ہی آنسو

سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے مزار کی حالت دیکھ کر شورش کا شیریں لکھتے ہیں۔ میں نے قبر سے ٹھٹکی ہانڈھ رکھی تھی میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو اب بھی کربلا ہی میں ہے۔ تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے۔ تیری کہانی دشمنوں کی کہانی ہے تو نے کعبہ اللہ میں باپ کے دُھم دھوئے کربلا میں تیری اولاد نے دُھم کھائے کوفہ میں تیرا شوہر امت کے دُھم کھا کے داخل حق ہو گیا تیرے ابا کی امت تیری اولاد کو قبروں میں بھی ستا رہی ہے۔

پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ تیرے ابا نے کہا تھا۔ فاطمہ میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہوگی تو ان کے پاس چلی جائے گی۔ محمدؐ کا گہرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے۔ جو لشکر سپاہ اور تاج و کلام کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل کردی گئی ہیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ رہوں۔ مجھے اپنی زندگی فعلِ عبث محسوس ہو رہی ہے۔ تیرے مرقد کے ذرے تمام کائنات کے مردار یہ سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے لیکن زمانے نے آنکھیں پھیر لی ہیں اور اس کا شیشہ دل غیبت سے خالی ہو گیا ہے۔ (صفحہ ۱۶۶، ۱۲۵)

صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں:

کیا عشق کا نام عربوں کی اغت میں شرک ہے؟ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں۔ ان کے دل ابھی تک بنو امیہ میں ہیں، عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہو کر پکارتا۔

اے محمدؐ کے ہم وطنو تم نے جنت البقیع میں مل پھروا کے ہمارے دل کے شیشے توڑ دیے ہیں۔

شورش سیدنا حمزہؑ کے مزار پر

احد پہاڑ سے ڈھیروں نیچے حضرت حمزہؑ، عبداللہ بن جحش اور معصب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں ہیں۔ لیکن آل سعود کی غیر شرعی یلغار نے ہموار کردی ہیں۔ یہیں ہندہ نے حضرت حمزہؑ کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ چھایا اور مشلہ کیا تھا۔ انہی شہداء کے فراق

میں مدینہ اشکبار تھا، ہر گھر سے چھین نکل رہی تھیں، انہی چیخوں پر حضورؐ نے کہا تھا۔ آہ! ”حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں“۔ ہندہ نے تو حمزہؑ کا کلیجہ چھایا تھا لیکن انہوں نے حمزہ کی قبر چھا ڈالی۔ (صفحہ ۱۷۵) یاد رہے شورش کا شیریں خود الحمدیٹ مسلک رکھتے تھے۔

سیدنا حمزہؑ کی کرامات

آپؑ کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپؑ کی شہادت ہوئی تو آپؑ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے حمزہؑ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسنؑ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ سید گلؑ نے فرمایا، میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہؑ کو غسل دے رہے تھے۔

حضرت حمزہؑ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب جالیۃ الکبریا صاحب سید العجم والعربؑ میں تحریر فرمایا (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر واحد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات و عظمت کا تذکرہ ہے کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارحام والسر فی اخبار اہل القرن الحادی عشر میں جامع شریعت و حقیقت شیخ احمد بن محمد و مہملی المعروف ابن عبدالحق النہاء متونی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا، میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کردی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشاکش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہؑ عم مصطفیٰؐ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپؑ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا

ڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا۔ باب الرحمتہ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملے۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہیں؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آگئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا، میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں، میں نے عرض کیا آقا کس کے ساتھ چلوں؟ فرمانے لگے میں کسی آدمی کے ساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا او میرے چہیتے شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہوگی۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لیا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے، شیخ احمد اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے، فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔

فرمانے لگے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دوران سفر محبت و اکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ یہاں حضرت حموی کی کتاب نتائج کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبداللطیف تھمام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کردی سید الشہداء رضی اللہ عنہ عم مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسعود میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پروے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہ سوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا۔ اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سرچڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے سوار بولا تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی تو میری پناہ میں اتر آئے اور خود بیدار ہو کے اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وعن الصحابۃ اجمعین۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام

السلام	علیک	یا	سیدنا	حمزہ	رضی اللہ عنہ
السلام	علیک	یا	عم	رسول	اللہ
السلام	علیک	یا	عم	حبیب	اللہ

السلام عليك يا عم المصطفى ﷺ
السلام عليك يا سيد الشهداء ﷺ
و يا امد الله و امد رسوله ﷺ
السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار
ترجمہ: سلام ہو آپ ﷺ پر اے ہمارے سردار حمزہ ﷺ

سلام ہو آپ ﷺ پر اے اللہ کے رسول ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ﷺ پر اے اللہ کے نبی ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ﷺ پر اے اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا جان
سلام ہو آپ ﷺ پر اے اللہ کے مصطفیٰ ﷺ کے چچا جان

سلام ہو آپ ﷺ پر اے شہیدوں کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اس کے
رسول ﷺ کے شیر سلام ہو آپ ﷺ پر اس لیے کہ آپ ﷺ نے صبر کیا تو کیا ہی عمدہ گھر جنت کا۔
جنت کا سردار کون؟

حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں نے خود سنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
ہم عبدالمطلب ﷺ کی اولاد یعنی میں حمزہ علی جعفر حسن حسین اور مہدی جنت کے
سردار ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ ﷺ
کے جنازے پر فرمایا۔ اے حمزہ ﷺ اے مصیبتوں کو منانے والے اے اللہ کے رسول ﷺ
کے چہرے کا دشمنوں سے دفاع کرنے والے۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ ابن شاذان)



انتظامیہ کھیتی و محبتان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

استاذ احیاء و مولا: عبدالغفور کولاری صاحب	بزرگ و مشور شریف: ڈاکٹر ممتاز احمد مدنی قادری
حضرت علامہ مفتی امام حسین قادری	حضرت قاری محمد سیف اللہ قادری
جناب محمد حامد سعید	حاجی محمد الودیع صاحب
انجینئر کمال الدین احمد صاحب	محترم طاہر محمد شہزاد صاحب
محترم محمد شہزاد نالی (حاجی ہاشم خان راقی)	حافظ محمد طاہر سعید نورانی
حافظ محمد امجد سزودنوالی	محترم کاشف انور، قادری شاہد اللہ قادری
محترم عامر سعید صاحب	محترم محمد سعید پرویز
محترم نذیر عارف نورانی	محمد اکرام و حافظ علی رشوانی
محمد طاہر نورانی۔ نورانی ایک والے	حافظ عبدالقدوس نورانی
حافظ وقاص صلاح الدین	محمد اعجاز عرف چاند بھائی
محمد عمران شہین عرف قانی، حسن قادری	حاجی محمد شہزاد عمر صاحب
حافظ ملک قاسم خاں نورانی، عمر قادری بٹ	محترم چچا عاشق حسین
مولانا ابراہیم اشرفی چک کمرال حافظ آباد	محترم عابد علی عابد، ساجد علی ساجد چک کمرال
محمد محمود بیگ، محترم فاروق قریم بٹ	حافظ سلمان خالد، محترم محمد شہزاد بی بی چان والے
قاری محمد عدیل منیر نورانی	محمد سلیم بٹ، نورانی ملک، عمران عبدالقدوس

جنت کے سردار

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ نَحْنُ
وُلْدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ
أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرُ وَالْحُسَيْنُ وَ
الْحُسَيْنُ وَالْمُهْدِيُّ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے
حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم عبدالمطلب کی
اولاد جنت کے سردار ہیں یعنی میں ﷺ اور حمزہ، علی، جعفر

حسن، حسین اور مہدی

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

جامع مسجد قبا، باغوالی محلہ چومالہ اندرون بھائی گیٹ لاہور

Tel: 042-7638120 Mob: 0322-4774588